امام سرخسیؒ
(علمی مقام و مرتبہ)

ڈاکٹر امین اللہ وثیر

ڈاکٹر امین اللہ وثیر صاحب کا یہ مقالہ دو حصوں پر مشتمل ہوگا۔ پہلا حصہ جو آپ کے زیر نظر ہے یہ امام سرخسی کی شخصیت اور علمی کارناموں کے اجمالی تعارف پر مشتمل ہے' دوسرا حصہ امام سرخسی کی معرکہ آراء تصنیف' "المبسوط" کے تفصیلی تعارف پر مشتمل ہوگا ' یہ مقالہ کسی قریبی اشاعت میں شامل ہوگا۔ ان شاء اللہ۔(مدیر)

شمس الائمہ' فخر الاسلام امام محمد بن احمد بن ابی سہل ابوبکر السرخسی کا شمار مشہور ترین فقہاء حنفیہ میں ہوتا ہے۔ احناف کے قدیم ترین تذکرۃ الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیہ میں ان کا ذکر درج ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے:

الامام الکبیر شمس الائمۃ صاحب المبسوط وغیرہ' احد فحول الائمۃ الکبار اصحاب الفنون۔ کان اماما علامۃ حجۃ متکلما فقیہا اصولیا مناظرا ... صار انظر اھل زمانہ واخذ فی التصنیف وناظر الاقران فظھر اسمہ وشاع خبرہ [1]۔

(امام کبیر' شمس الائمہ' المبسوط اور دیگر کتب کے مصنف صاحب فضیلت' اہل فنون ائمہ کبار میں سے ایک ۔۔ بہت بڑے عالم' دلیل کامل' علم کلام' فقہ اور اصول کے ماہر' مناظر... وہ اپنے اہل زمانہ میں سب سے زیادہ غور و فکر کرنے والے تھے۔ تصنیف و تالیف اور اپنے ہم عصر علماء سے فکری بحث و تمحیص میں مشغول رہے۔ پس ان کا نام سب پر غالب آگیا اور ان کا ذکر دور دور تک پھیل گیا۔)

مشائخ بلخ من الحنفیہ کے مطابق وہ "سرخسی الاصل' بخاری الموطن فرغانی المجلس' حنفی العلم

بلخی المدفن ہیں۔ (۲)

امام سرخسی کی پیدائش' خراسان کے مشہور شہر سرخس میں ہوئی جو مشہد اور مرو کے مابین ایک مردم خیز خطہ ہے۔ یہ ہری رود کے نشیبی طاس میں اس جگہ واقع ہے جہاں ایران اور روس کی سرحد مشرق سے جنوب کی طرف مڑتی ہے۔ عرب اور ایرانی جغرافیہ دان اس شہر کی تعمیر کو کیکاؤس افراسیاب یا ذوالقرنین کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ دائرہ معارف اسلامیہ میں امام سرخسی کی پیدائش ۴۰۰ھ مطابق ۱۰۰۹ء بیان کی گئی ہے۔ (۳) صاحب حدائق الحنفیہ نے بھی آپ کی یہی تاریخ پیدائش لکھی ہے۔ (۴) السرخسی دس سال کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ بسلسلہ تجارت بغداد آئے۔ پھر بخارا جا کر اپنے وقت کے عظیم الرتبت استاذ شمس الائمہ عبدالعزیز الحلوانی یا الحلوائی (م۴۴۸ھ) کے سامنے زانوائے تلمذتہ کیا اور علوم و فنون میں اسقدر امتیاز وتفوق حاصل کیا کہ استاذ گرامی کی وفات کے بعد انہی کے لقب (شمس الائمہ) سے ملقب ہوئے۔ حروب صلیبیہ کے باعث یہ بڑا پر آشوب زمانہ تھا۔ الحلوانی نے اشراط الساعۃ پر درس دیئے تو السرخسی نے انہیں کتابی شکل میں مرتب کیا۔ (۵) ۔ بعد میں جب وہ خود مسند علم پر رونق افروز ہوئے تو ان سے کسب فیض کرنے والوں میں سے ابوبکر محمد بن ابراہیم الحصیری' ابوبکر عمرو بن عثمان بن علی الیکندی' ابو حفص عمر بن حبیب (صاحب الہدایہ کے نانا)' برہان الائمہ عبدالعزیز بن عمر بن مازہ' محمود بن عبدالعزیز الاوز جندی اور رکن الدین مسعود بن الحسن جیسے مشہور زمانہ علماء کے نام تاریخ نے محفوظ کر لئے ہیں۔ (۶) اور یہ سب وہ نادر روزگار لوگ ہیں جن میں سے ہر ایک علمی میدان میں بلند مقام پر فائز ہوا۔

ذیل الجواہر المضیتہ میں امام سرخسی کا علمی نسب نامہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

شمس الائمة السرخسی عن شمس الائمة الحلوائی عن القاضی الامام ابی علی الحسین بن الخضر النسفی عن الشیخ الامام الاجل ابی بکر محمد بن الفضل الکماری البخاری عن الاستاذ ابی محمد عبدالله السبذمونی صاحب الکشف فی مناقب ابی حنیفة رضی الله عنه عن ابی عبدالله ابی حفص الصغیر عن ابیه وشیخه ابی حفص احمد بن ابی حفص الکبیر عن محمد عن ابی حنیفة رضی الله عنهم (۷)۔

شمس الائمہ کا لقب اسلام کی علمی تاریخ میں کئی معروف شخصیات کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جن میں سے بعض کا ذکر کتب تذکرہ میں ملتا ہے مثلاً: الامام الکبیر ابو محمد عبدالعزیز بن احمد الحلوانی، ابوبکر محمد الزرنجری، (ان کے صاحبزادے) بکر بن محمد الزرنجری، امام قاضی خان کے دادا شمس الائمہ الاوزجندی، امام الخزار، امام بیہقی صاحب الشمائل اور (صاحب الہدایہ کے تلمیذ) شمس الائمہ الکردری۔ لیکن ان تمام ائمہ میں سے مشہور ترین ہستی محمد بن ابی بکر السرخسی کی ہے۔ حتیٰ کہ اگر صرف لقب "شمس الائمہ" بولا جائے بالخصوص اصول الفقہ کے میدان میں، تو اس سے مراد امام سرخسی ہی ہوں گے۔ (۸)

حاجی خلیفہ کے بیان کے مطابق امام سرخسی نے ۴۸۳ھ میں وفات پائی (۹) ۔ اور یہی عام طور پر مشہور ہے۔ لیکن ابوالوفاء القرشی نے لکھا ہے: مات فی حدود تسعین واربعمائة (۱۰)، اور مولینا عبدالحی لکھنوی کا کہنا ہے: وقیل فی حدود خمس مائة (۱۱) ۔ فقیر محمد جہلمی نے "شمس ملک اور "مجتہد اولیا" آپ کی تاریخ وفات بیان کی ہے۔ (۱۲)

ابن کمال پاشا نے امام سرخسی کو المجتہدین فی المسائل لاروایة فیھا عن صاحب المذھب- میں سے شمار کیا ہے یعنی آپ امام ابو بکر الخصاف، امام ابو جعفر الطحاوی، امام ابو حسن الکرخی اور امام فخرالاسلام البزدوی کے مرتبے کے مجتہد تھے۔ (۱۳) اور اس طرح آپ ماوراء النہر کے غیر متنازعہ علماء کبار میں سے سمجھے جاتے ہیں ۔ عبدالحی لکھنوی کا کہنا ہے:

وھو من کبار علماء نا بما وراء النھر (۱۴)

امام سرخسی فقہ اور اصول کی بہت سی مہتم بالشان کتابوں کے مصنف اور شارح ہیں ۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

المبسوط (فی الفقہ والتشریع)، یہ امام کی مشہور ترین کتاب ہے۔

شرح الجامع الکبیر للامام محمد (مخطوط)

شرح السیر الکبیر للامام محمد

النکت شرح لزیادات الزیادات للشیبانی

الاصول (فی اصول الفقہ) (مخطوط)

شرح مختصر الطحاوی (مخطوط) (۱۵)

شرح کتاب النفقات

شرح ادب القاضی للخصاف (۱۶)

شرح کتاب الکسب للشیبانی

شرح الجامع الصغیر

شرح الحیل الشرعیہ للخصاف

المحیط فی الفروع (المحیط فی عدة مجلدات مخطوطة من مخطوطات اسطنبول (۱۷)

الوجیز (وهو مختصر المحیط وصفه مولفه بقوله: فیه الایجاز والاختصار علی الواقعات المهمة والنوازل تسهیلاً علی ذوی الطلبة) (۱۸)

امام سرخسی کی کئی تصانیف (المبسوط کے علاوہ شرح السیر الکبیر اور اصول الفقہ وغیرہ) ایسی ہیں جن کو امام نے قید خانے کے اندر سے اپنے تلامذہ کو املاء کرایا۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں تحریر ہے: کسی نامعلوم وجہ کی بنا پر سرخسی کو قید کر دیا گیا ••• قریب قریب یہ ساری تالیفات اسی زمانے کی یادگار ہیں ••• پرانے سوانح نگار سرخسی کی قید کی وجہ بیان نہیں کرتے۔' اس زمانے میں محاصل شرعی کے علاوہ نت نئے ٹیکس لگ رہے تھے۔ المبسوط (۱۰:۲۱) میں السرخسی نے ان میں سے بیشتر ٹیکسوں کو ظالمانہ قرار دیا ہے ممکن ہے کہ عدم ادائی محاصل کی تحریک کی قیادت کے الزام میں انہیں قید و جلا وطن کیا گیا ہو (۱۹) بہرکیف آپ کی قید سے متعلق مختلف تذکرہ نگاروں کے بیانات یہ ہیں:

وهو فی الجب محبوس بسبب کلمة نصح بها الامراء (۲۰)

محبوس بسبب کلمة کان فیها من الناصحین (۲۱)

محبوس بسبب کلمة نصح بها الخاقان (۲۲)

معلوم ہوتا ہے کہ امام سرخسی حکومت کی طرف سے بالعموم ٹیکس عائد کرنے کے مخالف ہیں بلکہ

بلاجواز ٹیکس کو ظلم قرار دیتے ہیں۔ اور اس کارکردگی کی مدافعت کو پسندیدہ نظر سے دیکھتے ہیں اور صرف بوقت ضرورت اور بقدر حاجت کو جائز سمجھتے ہیں۔

المبسوط (الجزء العاشر۔ کتاب السیر) میں جہاد کے لئے لشکر کی تیاری کے معاملات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

والاصح ان نقول للامام ان یفعل ذلک عند الحاجة، فان لم یکن فی بیت المال مال ومست الحاجة الی تجهیز الجیش لیذبوا عن المسلمین فله ان یحکم علی الناس بقدر مایحتاج الیه لذلک ... فمن حسن التدبیر ان یتحکم علی ارباب الاموال بقدر ما یحتاج الیه لتجهیز الجیش ... وهوا لمراد بما ذکر بعده عن جریر بن عبدالله ان معاویة رضی الله عنه ضرب بعثا علی اهل الکوفة فرفع عن جریر و ولده فقال جریر رضی الله عنه لا نقبل ذلک ولکن نجعل اموالنا للغازی ۔ ومعنی ضرب البعث التحکم علیهم فی اموالهم بقدر الحاجة لتجهیز الجیش۔

(صحیح بات یہ ہے کہ ہم یوں کہیں کہ امام (حاکم وقت) ایسا صرف ضرورت کے وقت ہی کر سکتا ہے۔ اگر بیت المال میں رقم موجود نہ ہو اور لشکر کی تیاری کا مسئلہ درپیش ہوتا کہ وہ مسلمانوں کا (دشمن سے) دفاع کریں تو وہ لوگوں پر اتنا (ٹیکس عائد کرنے کا) حکم دے سکتا ہے جو بقدر حاجت درکار ہو۔ حسن تدبیر کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ مالدار لوگوں کو اسی قدر ادائیگی کا حکم دے جتنی اسے لشکر کی تیاری کے لئے احتیاج ہے...

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے اس سے بھی یہی بات سمجھ میں آتی ہے جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ پر فوجی تیاری کے سلسلے میں ٹیکس عائد کیا تو حضرت جریر اور ان کے بیٹوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ لیکن حضرت جریر نے فرمایا: ہمیں یہ بات منظور نہیں بلکہ ہم اپنا مال جہاد کرنے والوں کو دیں گے۔ اور ضرب البعث کا مطلب ہے لوگوں پر لشکر کی تیاری کے سلسلے میں بقدر حاجت مال کی ادائیگی کا حکم دینا۔)

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

وبهذا يستدل من يقول من اصحابنا ان الافضل للمراء ان يشارك اهل محلته في اعطاء النائبة - ولكنا نقول هذا كان في ذلك الوقت لانه اعانة على الطاعة، فاما في زماننا انما يوجد اكثر النوائب بطريق الظلم ومن تمكن من دفع الظلم عن نفسه فذلك خير له- وان اراد الاعطاء فليعطه من هو عاجز عن دفع الظلم عن نفسه وعن اداء المال لفقره حتى يستعين على دفع الظلم فينال المعطى الثواب بذلك- (۲۳)

(اور ہمارے علماء نے اسی سے یہ استدلال کیا ہے کہ انسان کے لئے افضل بات یہ ہے کہ وہ شاہی ٹیکس ادا کرنے میں اپنے اہل محلّہ کے ساتھ حصہ دار بنے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ ان کے زمانے کی بات ہے کیونکہ وہ (حکومت کی فرمان برداری) میں اعانت کا معاملہ تھا، لیکن اب ہم اپنے زمانے میں دیکھتے ہیں کہ اکثر و بیشتر ٹیکس ظالمانہ طور پر لگائے جاتے ہیں۔ اور جو شخص اپنے اوپر سے ظلم کو دور کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا۔ اور اگر وہ مال دینا ہی چاہتا ہے تو ایسے شخص کو دے دے جو اپنے سے دفع ظلم اور فقر کی وجہ سے اداء مال سے عاجز ہو تاکہ وہ دفع ظلم میں اس کا مددگار بنے۔ اس طرح مال ادا کرنے والے کو اس کا اجر و ثواب ملے گا۔)

امام سرخسی ایک حق گو عالم اور فقیہ تھے اور حاکمان وقت کے سامنے بھی سچی بات کہنے سے نہیں ڈرتے تھے۔ انہیں اسی حق گوئی و بے باکی کی سزا دی گئی اور وہ اوزجند (اوزکند جو کہ ماوراء النہر میں نواح فرغانہ کا ایک شہر ہے) کے ایک کنویں میں قید کر دیئے گئے ۔ اسی قید سے انہوں نے اپنے شاگردوں کو لیکچر دیئے اور المبسوط (اور اس کے علاوہ دیگر کئی کتب) املاء کرائیں۔ طریقہ تعلیم یہ تھا کہ طلبہ اوپر کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ جاتے اور حضرت استاذ کنوئیں کی تہ سے اپنے درس کا آغاز کرتے اور جو کچھ فرماتے طلبہ اسے قلمبند کر لیتے، اور کمال فن کی بات یہ ہے کہ یہ تمام لیکچر کسی کتاب یا حوالے کے دیکھے بغیر، محض اپنی خداداد یادداشت کے سہارے املا کرائے۔ اس کا تذکرہ امام سرخسی کے تقریباً تمام سوانح نگاروں نے کیا ہے:

ابو الوفاء القرشی نے الجواہر المضیئہ میں لکھا ہے: املى المبسوط نحو خمس عشر مجلدا وهو في السجن باوزجند محبوس- (۲۴)

المبسوط کی تقریباً پندرہ جلدیں املاء کرائیں' جبکہ وہ اوزجند میں محبوس تھے۔)

ابن قطلوبغا کا کہنا ہے: واملی المبسوط وھو فی السجن ۰۰۰وقد شاع عنہ انہ املی المبسوط من حفظہ۔

(اور انہوں نے المبسوط کی املاء کرائی جبکہ وہ قید خانے میں تھے۔ اور مشہور ہے کہ انہوں نے المبسوط کی املاء محض اپنی یادداشت سے کرائی تھی۔)

ابن قطلوبغا نے: (المسالک کے حوالے سے) مزید لکھا ہے: صنف کتاب المبسوط فی الفقہ فی اربعۃ عشر مجلدا املاہ من خاطرہ من غیر مطالعۃ کتاب ولا مراجعۃ تعلیق بل کان محبوسا فی جب بسبب کلمہ نصح ۔ وکان یملی علیھم من الجب وھم علی اعلی الجب یکتبون ما یملی علیھم۔ (۲۵)

(انہوں نے فقہ میں کتاب المبسوط تصنیف کی جو چودہ جلدوں میں ہے۔ اور اسکی املاء بغیر کسی کتاب کے مطالعہ اور بغیر کسی حاشیے کی طرف مراجعت کے محض اپنی یاد داشت سے کرائی۔ بلکہ وہ اس وقت ایک کنوئیں میں ایک ناصحانہ بات کے سبب قید تھے۔ اسی کنوئیں سے وہ اپنے تلامذہ کو املاء کراتے اور وہ کنوئیں کے اوپر بیٹھے ہوئے لکھتے جاتے۔)

قید خانے سے المبسوط املاء کرانے کی تصدیق خود اس کتاب کے اپنے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ افتتاحی جملہ درج ذیل ہے:

قال الشیخ الامام الاجل الزاھد شمس الائمۃ ابوبکر محمد بن ابی سھل السرخسی رحمہ اللہ ونور ضریحہ وھو فی الحبس باوزجند املاء☆۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام' لائیڈن (بار اول) میں Heffening نے امام سرخسی کے حالات بیان کرنے میں متعدد غلطیاں کی ہیں۔ سب سے فاش غلطی یہ ہے کہ ان کی قید کی وجہ ایک فقہی مسئلے میں خاقان کی مرضی کے خلاف فتویٰ دینا لکھا ہے' حالانکہ سارے سوانح نگار متفق ہیں کہ یہ

☆ یہ امر نہایت عجیب ہے کہ تذکرہ نگار امام سرخسی کا نام محمد بن احمد بن ابی سہل ابوبکر تحریر کرتے ہیں جبکہ المبسوط کے متن میں ان کا نام ابوبکر محمد بن ابی سہل السرخسی تحریر کیا گیا ہے۔

قید سے رہائی کے بعد کا واقعہ ہے اور اس کا تعلق امیر البلد یعنی مرغینان کے والی سے ہے جو خفا ہونے کے برعکس ان کی علمیت و تبحر کا معترف ہو گیا تھا۔ امیر مذکور کسی لڑکی سے خود نکاح نہیں کرنا چاہتا تھا کہ ان کے امتناعی فتوی سے خفا ہوتا۔ بلکہ بظاہر ایک قابل ستائش جذبے کے تحت اس نے اپنی ام ولد لونڈیوں کا اپنے خادمان خاص سے نکاح پڑھوا دیا ••• امیر البلد نے ان ام ولد لونڈیوں کو آزاد کر کے فوراً نکاحوں کی تجدید کی (۲۶)۔

ماوراء النہر کا علاقہ اس زمانے میں قراخانیوں کے زیر تسلط تھا۔ طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ السرخسی کے زمانے میں قراخانیوں میں سے مندرجہ ذیل حکمران ہوئے۔

مغربی قراخانی: نصر خان (۴۶۰ - ۴۷۳ھ) اس کا بھائی خضر خان (۴۷۳ - ۴۷۴ھ) اس کا بیٹا احمد بن خضر (۴۷۴ - ۴۸۷ھ)

مشرقی قراخانی: خاقان جسن (۴۸۷ - ۴۹۵ھ)

قدیم ترین سوانح نگار ابن فضل اللہ العمری (مسالک الابصار جلد نمبر۵ مخطوطہ آیا صوفیا) نے (امام سرخسی کے ہم عصر) حکمران کے نام کی صراحت نہیں کی (۲۷)۔ لہٰذا یہ تعین نہیں کیا جا سکتا کہ امام صاحب کو کس حکمران نے قید میں ڈالا۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا معلوم ہوتا ہے کہ امام سرخسی نے اس کنوئیں (کے قید خانے) سے اپنے طلبہ کو المبسوط کے علاوہ بعض دوسری کتابوں کا درس بھی دیا اور املاء کرائیں۔ تاج التراجم میں ہے:

ورأیت لہ کتابا فی اصول الفقہ جزآن ضمخان وشرح السیر الکبیر فی جزئین ضخمین املا ھما وھو فی الجب۔ (۲۸)۔

(میں نے اصول الفقہ میں انکی ایک کتاب جو دو بڑے اجزاء پر مشتمل ہے دیکھی ہے۔ نیز ان کی شرح السیر الکبیر دو بڑے اجزاء میں ہے۔ ان دونوں کتابوں کو انہوں نے املاء کرایا جبکہ وہ کنوئیں میں (قید) تھے۔)

طاش کبری زادہ نے بھی مفتاح السعادہ میں اس کا تذکرہ کیا ہے:

وقد شاع انه املی المبسوط من غیر مراجعة الی شئی من الکتب۔ یدل علیه ماذکره فیه۔ وله کتاب فی اصول الفقه جزا ضخما وشرح السیر الکبیر فی جزئین ضخمین املاهما وهو فی الجب محبوس بسبب کلمة نصح بها الامراء' وکان تلامذته علی اعلی الجب یکتبون (۲۹)۔

(اور یہ بات مشہور ہے کہ انہوں نے المبسوط کسی کتاب کی طرف رجوع کئے بغیر املا کرائی ۔ جیسا کہ انہوں نے خود بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ان کی ایک ضخیم کتاب اصول الفقہ میں ہے' اور شرح السیر الکبیر جو دو ضخیم اجزاء پر مشتمل ہے۔ ان دونوں کتابوں کو انہوں نے املاء کرایا۔ اور وہ حاکموں کو کلمہ نصیحت کہنے کی بنا پر کنوئیں میں قید کئے گئے تھے۔ ان کے تلامذہ کنوئیں کے اوپر بیٹھے ان کے درس کو لکھ لیا کرتے تھے۔)

کتب تذکرہ میں امام سرخسی کی زندگی کے بعض دلچسپ واقعات بیان کئے گئے ہیں:

ایک دن امام اپنے حلقہ درس میں تشریف فرماتے کہ کسی نے کہا:
امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہیں (کتابوں کے) تین سو اجزاء (کراس) حفظ تھے ۔ اسپر امام سرخسی نے اپنے حفظ کردہ کراس کا حساب لگایا تو وہ بارہ ہزار جزء نکلے:

حکی انه کان جالسا فی حلقة الاشتغال فقیل له: حکی عن الشافعی انه کان یحفظ ثلثمائة کراس فقال حفظ الشافعی زکوة ما احفظ۔ فحسبت حفظه کان اثنی عشر الف کراس (۳۰)۔

امام سرخسی کے حفظ وفطانت کا ایک اور واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے جس کے متعلق المسالک میں لکھا ہے:

قلت من فطنته مع هذا الحفظ ماحکی ...

اور وہ حکایت یہ ہے کہ: حاکم وقت نے اپنی بعض امہات الاولاد کا نکاح اپنے بعض آزاد کردہ خدام سے کرا دیا اور اپنی مجلس میں حاضر علماء سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: آپ نے بہت

اچھا کیا۔ لیکن شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا: آپ نے غلط کام کیا۔ آپ کے ہر خادم کے نکاح میں پہلے ہی سے ایک آزاد عورت تھی لہذا یہ عمل آزاد عورت کی موجودگی میں باندی سے نکاح کا ہے (جو شرعاً جائز نہیں) اس پر امیر نے کہا: میں نے اپنی تمام باندیوں کو آزاد کر دیا اور خدام نے نکاح کی تجدید کر لی۔ حاضر مجلس علماء نے کہا: آپ نے بہت اچھا کیا۔ لیکن امام سرخسی نے پھر یہی کہا: امیر آپ نے غلطی کی' کیونکہ آزادی حاصل کرنے کے بعد امہات الاولاد پر عدت واجب تھی لہذا یہ نکاح جو خواتین کی عدت کے دوران ہوئے جائز قرار نہیں دیئے جا سکتے (۳۱)

فقیر محمد جہلمی نے امام سرخسی کے کچھ حالات اس طرح بیان کئے ہیں:۔

کہتے ہیں کہ جب آپ کو ظالم نے قید کر کے اوزجند کی طرف بھیجا تو راستے میں جب نماز کا وقت آتا تو آپ کے ہاتھ پاؤں سے خود بخود بند کھل جاتے اور آپ وضو یا تیمم کر کے پہلے بانگ نماز پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دیتے' اس وقت سپاہی پہرہ دینے والے دیکھتے کہ ایک جماعت سبز پوشوں کی آپ کے پیچھے کھڑی ہو کر آپ کے ساتھ نماز ادا کرتی ہے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو سپاہیوں کو کہتے کہ آؤ تم مجھے باندھ لو ۔ سپاہی کہتے کہ اے خواجہ ہم نے تمہاری کرامت دیکھ لی ہے اب ہم تم سے ایسا معاملہ نہیں کرتے۔ اس پر خواجہ یہ جواب دیتے کہ میں مامور حکم خدا کا ہوں پس میں اس کا حکم بجا لایا تاکہ قیامت کو شرمندہ نہ ہوں' اور تم اس ظالم کے تابعدار ہو پس چاہئے کہ تم اس کا حکم بجا لاؤ تاکہ اس کے ظلم سے خلاصی پاؤ۔

جب آپ شہر اوزجند میں پہنچے تو ایک مسجد میں موذن نے تکبیر کہی آپ بھی نماز پڑھنے کو مسجد میں داخل ہوئے۔ امام نے آستین کے اندر ہی ہاتھ رکھ کر تکبیر تحریمہ کہی۔ آپ نے پچھلی صف سے آواز دی کہ پھر تکبیر کہنی چاہئے۔ امام نے پھر اسی طرح آستین میں ہاتھ رکھ کر تکبیر کہی۔ پس اسطرح تین دفعہ رد و بدل ہوا۔ چوتھی دفعہ امام نے منہ پھیر کر پوچھا کہ شاید آپ امام اجل سرخسی ہیں ۔ آپ نے کہا کہ ہاں ۔ امام نے کہا کہ کیا تکبیر میں کچھ خلل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن مردوں کے لئے ہاتھ آستین سے باہر نکال کر تکبیر کہنی سنت ہے ۔ پس مجھ کو اس شخص کے ساتھ اقتداء کرنے سے عار ہے جو عورتوں کی سنت کے ساتھ نماز میں داخل ہو۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ طالب علم آپ سے اس کنوئیں پر جسمیں آپ قید تھے سبق پڑھ

رہے تھے۔ ایک طالب علم کی آواز آپ نے نہ سنی اس پر آپ نے پوچھا کہ وہ کہاں گیا ہے؟ ایک طالب علم نے کہا کہ وضو کرنے گیا ہے اور میں بسبب سردی کے وضو نہیں کر سکا۔ امام نے فرمایا کہ عافاک اللہ تجھے شرم نہیں آتی کہ اس قدر سردی میں تو وضو نہیں کر سکتا' حالانکہ مجھ کو طالب علمی کے وقت بخارا میں ایک وقت عارضہ شکم لاحق ہوا تھا' جس سے مجھ کو چالیس دفعہ قضائے حاجت ہوئی پس میں ہر دفعہ نالہ سے وضو کرتا تھا۔ جب مکان پر آتا تھا تو میری دوات بسبب سردی کے جم گئی ہوتی تھی۔ پس میں اس کو اپنے سینے پر رکھ لیتا' جب وہ سینے کی گرمی سے حل ہو جاتی تو اس سے تعلیقات لکھتا تھا۔ (۳۲)

امام سرخسی کی معرکہ الآراء تصنیف المبسوط ہے۔ اور مقصود اسی کتاب کا مفصل تعارف ہے۔ اس نام سے دیگر علماء نے بھی کتب تالیف کیں۔ مبسوط سرخسی کے تعارف سے پہلے اس نام کی دوسری کتابوں کی ایک جھلک:

المبسوط کے نام سے علماء نے کئی کتابیں تحریر کی ہیں' جن کی ایک جھلک کشف الظنون میں دیکھی جا سکتی ہے جہاں حاجی خلیفہ نے درج ذیل تصانیف کا ذکر کیا ہے:

مبسوط ابی اللیث نصر بن محمد الفقیہ السمرقندی الحنفی م ۳۷۵ھ

مبسوط الامام السید ابی شجاع (وفاتہ قبل الخمس مائۃ تقریبا)

مبسوط الامام السید ناصر الدین السمرقندی' وھو ابو القاسم محمد بن یوسف المدینی الحسینی الحنفی م ۵۵۶ھ۔

مبسوط الحلوانی وھو شمس الائمہ عبدالعزیز بن احمد الحلوانی البخاری الحنفی ۴۴۸ھ

مبسوط خواھر زادہ وھو الامام شیخ الاسلام محمد بن حسین البخاری الحنفی المعروف بیکر خواھر زادہ م ۴۸۳ھ' فی خمسۃ عشر مجلدا۔ وقیل لہ مبسوطان۔

مبسوط صدر الاسلام ابی الیسر (محمد بن محمد) البزدوی م ۴۹۳ھ۔

مبسوط علاء الدین الاسبیجانی م ۴۸۰ھ

مبسوط فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی م ۴۸۲ھ فی احد عشر مجلدا۔

حاجی خلیفہ نے مزید لکھا ہے کہ فروع حنفیہ میں کئی مبسوط لکھی گئی جن میں سے امام ابو یوسف

یعقوب بن ابراہیم القاضی الحنفی (م ۱۸۲ھ) کی تصنیف جو الاصل کے نام سے مشہور ہے اسی طرح امام محمد بن الحسن الشیبانی (م ۱۸۹ھ) کی مبسوط ہے جو انہوں نے مختلف فقہی مسائل کے بارے میں الگ الگ ابواب میں تالیف کی مثلاً مسائل الصلوٰۃ وغیرہ۔ پھر ان تمام مسائل کو یکجا کر لیا گیا تو وہ المبسوط بن گئی اور وہ اسی حوالے سے پہچانی جاتی ہے۔

الفه مفردا ۔ فاولاً الف مسائل الصلوة ... ثم جمعت فصارت مبسوطا وهو المراد حيث ماوقع فی الکتب قال محمد فی کتاب فلان (المبسوط) کذا (۳۳)

فقہ مالکی و شافعی میں بھی المبسوط کے نام سے کئی تصانیف ہیں جن کا ذکر کشف الظنون میں ملتا ہے۔

امام محمد بن الحسن الشیبانی کی تصانیف کو فقہ حنفی میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ امام صاحب کی بہت سی کتابوں میں سے کتاب الاصل یا المبسوط چھ جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم فقہی و قانونی مجموعہ ہے جو اپنے موضوع پر ایک اہم اور گراں قدر تصنیف سمجھی جاتی ہے۔ الحاکم الشہید ابوالفضل محمد بن احمد المروزی نے امام محمد کی اس کتاب کے اہم مسائل کا ایک اختصار کیا اور اس کا نام کتاب المختصر الکافی رکھا۔ (۳۳ الف)

پھر اس مختصر کی کئی شرحیں لکھی گئیں جن میں سے مشہور ترین ابو جعفر محمد بن عبداللہ بن محمد البلخی (م ۳۶۲ھ)، شمس الائمہ عبدالعزیز بن احمد البخاری (م ۴۴۳ھ)، ابوبکر محمد بن الحسین البخاری (م ۴۸۳ھ)، ابوالعسر علی بن محمد فخرالاسلام البزدوی (م ۴۸۲ھ)، الصدر الشہید حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بن مازہ البخاری (م ۵۳۶ھ) جیسے عظیم المرتبت فقہاء کی شروح ہیں۔ لیکن اہم ترین اور احسن وانفع شرح المختصر الکافی وہ ہے جسے امام سرخسی نے اپنے طلبہ کو املاء کرایا (۳۴)۔

امام محمد کی کتاب الاصل المعروف بالمبسوط استاذ ابو الوفاء الافغانی رئیس لجنہ احیاء المعارف الاسلامیہ کی تعلیقات کے ساتھ کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔ جبکہ الحاکم الشہید ابوالفضل المروزی کی کتاب الکافی (یا المختصر) ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی البتہ اس کے مخطوطات دنیا کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔

امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب الاصل اپنی ضخامت وطوالت، مسائل کے تکرار اور شرح

وبسط کے لحاظ سے طلبہ کے لئے گراں ثابت ہونے لگی تو الحاکم الشہید ابو الفضل نے اسکی المختصر تالیف کی جس میں تکرار کو حذف کر کے طلبہ کے لئے سہولت پیدا کی گئی' امام سرخسی نے اپنے بعض احباب کے متوجہ کرنے پر اسکی عظیم الشان شرح لکھوائی جو المبسوط کے نام سے تین جلدوں میں قاہرہ' بیروت اور کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ شرح سب سے پہلے ۱۹۰۶ میں شائع ہوئی۔

علماء نے تصانیف فقہ احناف کو تین درجات میں تقسیم کیا ہے: مسائل الاصول' مسائل النوادر' الواقعات (۳۵)۔

طبقہ اولی مسائل الاصول: وہ مسائل جو اصحاب المذہب یعنی امام ابو حنیفہ' قاضی ابو یوسف اور امام محمد الشیبانی سے براہ راست منقول ہیں۔ امام زفر اور امام حسن بن زیادہ وغیرھما جنہوں نے امام اعظم سے تحصیل علم کیا' ان کو بھی اسی طبقے میں شمار کیا جاتا ہے۔

ان مسائل کو ظاہر الروایہ کا نام بھی دیا جاتا ہے کہ یہ مسائل و احکام وہ ہیں جو امام الشیبانی سے بروایہ الثقات متاخرین تک پہنچے۔ کتب ظاہر الراویہ امام محمد کی حسب ذیل چھ تصانیف ہیں:

المبسوط' الزیادات' الجامع الکبیر' الجامع الصغیر' السیر الکبیر' السیر الصغیر۔

طبقہ ثانیہ' مسائل النوادر: یعنی وہ مسائل جو امام ابو حنیفہ کے تلامذہ کبار سے مروی تو ہیں لیکن مذکورہ بالا کتب ظاہر الروایہ میں ان کا ذکر نہیں بلکہ امام محمد یا دوسرے اصحاب کی دیگر تالیفات میں ملتے ہیں' انہیں غیر ظاہر الروایہ بھی کہا جاتا ہے۔

طبقہ ثالثہ' الواقعات: یعنی وہ مسائل واحکام جو مجتہدین متأخرین کے استنباط کا نتیجہ ہیں۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا امام محمد بن الحسن الشیبانی کی تصنیف المبسوط کتب مسائل الاصول یعنی ظاہر الراویہ میں سے ایک ہے' علماء نے اسکی تلخیص کتاب الکافی للحاکم الشہید کو بھی اسی درجے میں رکھا ہے۔ اس طرح الکافی مسلک احناف کی معتمد علیہ تصنیف سمجھی جاتی ہے اور اسکی شروح میں سب سے زیادہ معروف امام سرخسی کی شرح المبسوط ہے جسے "السفر العظیم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ (۳۶) اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس نادر وعظیم تصنیف پر ایک سرسری

نظر ڈالنے سے ہی یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ المبسوط اسلامی قانون کی امہات الکتب میں سے ہے اور ایک ایسا عظیم الشان فقہی دائرۃ المعارف جس پر امت اسلامیہ بجا طور پر ناز کر سکتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مکمل المبسوط قید خانے سے املاء نہیں کرائی گئی بلکہ کچھ حصہ زمانہ قید کے دوران طلبہ کو بطور درس یا لیکچر لکھایا گیا اور کچھ رہائی کے بعد ۔ لیکن یہ بہر حال یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ پوری المبسوط املاء کرائی گئی جیسا کہ المبسوط کی مختلف "کتب" کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے اور ان میں سے بیشتر کے آغاز میں "قال الشیخ الامام الزاهد شمش الائمه وفخر الاسلام ابو بکر محمد بن ابی سهل السرخسی املاء " کے الفاظ ملتے ہیں۔ المبسوط کی سب سے آخری کتاب 'کتاب الرضاعہ ہے' اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

قال الشیخ الامام الاجل الزاہد شمس الائمه فخر الاسلام ابوبکر محمد بن ابی سهل السرخسی رحمه الله املاء"۔

کتب تذکرہ کے مطابق جب امام سرخسی باب الشروط تک پہنچے تو آپ کو قید سے رہائی مل گئی۔ المبسوط کی املاء ۴۷۷ھ میں انتہاء کو پہنچی اسکی شہادت خود المبسوط سے بھی ملتی ہے: تیسویں جزء کی آخری کتاب الرضاعۃ میں ہے: یوم الخمیس الثانی عشر من جمادی الاخرۃ سبع وسبعین واربع مائۃ رہائی کے بعد امام سرخسی عمر کے آخری حصے میں فرغانہ تشریف لے گئے جہاں آپ کو امیر حسن نے اپنی رہائش گاہ پر قیام کی سہولت مہیا کی ۔ یہاں طلبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے المبسوط کی املاء مکمل کرائی ۔ چنانچہ ابن قطلوبغا نے تحریر کیا ہے:

فلما وصل الی باب الشروط حصل الفرح فاطلق فخرج الی آخر عمره الی فرغانة فانزله الامیر حسن بمنزله فوصل الیه الطلبه فاکمل الاملاء فی دهلیز الامیر۔

طاش کبری زادہ نے بھی اس سلسلے میں اسی طرح بیان کیا ہے۔ (۳۷)
الشیخ خلیل المیس نے لکھا ہے:

ولما اطلق سراحه ذهب الی مرغینان فی ربیع الاول سنة ۴۸۰ھ فاجتمع علیه الطلبة واکمل مابقی من مولفاته۔ (۳۸)

(اور جب ان کو (قید سے) آزاد کر دیا گیا تو وہ ربیع الاول ۴۸۰ھ میں مرغینان چلے گئے۔ جہاں طالبان علم ان کے گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے اپنی تالیفات میں سے جو باقی رہ گئی تھیں انھیں مکمل کیا۔)

شرح السیر الکبیر کے مطابق کنوئیں کی قید سے رہائی کی تاریخ ۲۰/ ربیع الاول ۴۸۰ھ ہے (۳۹) ۔ خاتمہ کلام میں امام سرخسی نے خود یہ تصریح کی ہے کہ اوزجند کی قید سے رہائی ملی تو وہ مرغینان پہنچے اور وہاں امام سیف الدین بن ابراھیم بن اسحٰق بن اسمٰعیل کے گھر مہمان رہے اور وہیں املاء کی تکمیل کرائی۔ (۴۰) ۔ مرغینان' فرغانہ کا ایک شہر ہے۔

رہائی کے تین سال بعد ۴۸۳ھ میں امام سرخسی نے وفات پائی قید کا عرصہ ۴۶۶ھ سے ۴۸۰ھ تک یعنی تقریبا چودہ سال قرار دیا جا سکتا ہے۔ فقہائے ملک اور حکمران کے مابین اس زمانے میں بڑی کشمکش تھی۔ فقہاء نے سلجوقی حکمران ملک شاہ کو دعوت دی جس نے یہ سارا علاقہ فتح کر لیا۔ اوزجند پر قبضہ ۴۹۳ھ میں بیان کیا جاتا ہے۔ السرخسی کی وہاں سے رہائی ۴۸۰ھ میں گویا علماء کی برہمی کو کم کرنے کے لئے مصلحتہً عمل میں لائی گئی تھی (۴۱) ۔

حوالہ جات

۱۔ الجواہر المضیۃ' الجزء الثانی' ص ۲۸۔

۲۔ مشائخ بلخ' الجلد الاول' ص ۹۳۔

۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جلد نمبر ۱۰' مقالہ "سرخسی"

۴۔ حدائق الحنفیہ' ص ۲۰۵

۵۔ دائرہ معارف' ص ۸۱۱' جلد نمبر ۱۰۔ (بحوالہ مخطوطہ پیرس' مجموعہ عربی عدد ۲۸۰۰)

۶۔ الجواہر المضیۃ' ص ۲۹ الجزء الثانی۔

۷۔ ذیل' ص ۵۶۲۔

۸۔ ذیل ص ۶۱ ۔ ۵۶۰۔

۹۔ کشف الظنون ۱۵۸۰۔

۱۰۔ الجواہر، ص ۲۹

۱۱۔ الفوائد البھیۃ، ص ۱۵۸۔

۱۲۔ حدائق الحنفیہ ص ۲۰۶۔

۱۳۔ فھارس المبسوط ص ۸ ۔ ۷، ردالمختار ص ۷۷ الجزء الاول۔

۱۴۔ الفوائد البھیۃ ص ۱۵۹۔

۱۵۔ الاعلام، الجلد الخامس ص ۳۱۵۔

۱۶۔ المبسوط: مطبوعہ ادارہ القرآن کراچی۔

۱۷۔ ھدیہ العارفین ص ۷۶۔

۱۸۔ القاموس الاسلامی، الجلد الثالث ص ۵ ۔ ۳۰۴۔

۱۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص ۸۱۲ جلد ۱۰۔

۲۰۔ المبسوط الجزء العاشر ص ۲۱۔۲۰۔(النائبہ جمع نائبات ونوائب ۔ نوائب الرعیہ: پلوں اور سڑکوں کی درستی کے لیئے شاہی ٹیکس)

۲۱۔ الجواہر، الجزء الثانی ص ۲۸۔

۲۲۔ تاج التراجم ص ۵۳۔۵۲۔

۲۳۔ مفتاح السعادہ، الجزء الثانی، ص ۵۶۔ (المنجد عربی اردو)

۲۴۔ الفوائد البھیۃ ص ۱۵۹۔

۲۵۔ فھارس المبسوط ص ۷ ۔

۲۶۔ دائرہ معارف اسلامیہ ص ۸۱۴ جلد ۱۰۔

۲۷۔ ایضا ۔ ص ۸۱۲۔

۲۸۔ تاج التراجم ص ۵۳۔

۲۹۔ مفتاح السعادہ' الجزء الثانی ص ۵۵۔ ۵۶۔

۳۰۔ تاج التراجم ص ۵۲ ' ۵۳۔

۳۱۔ ایضا (بحوالہ مسالک الابصار)۔

۳۲۔ حدائق الحنفیہ ص ۲۰۶۔

۳۳۔ کشف الظنون ص ۸۱ ۔ ۱۵۸۰۔

۳۳۔الف۔ محمد بن احمد بن عبداللہ الحاکم الشهید الامام العالم الکبیر (م ۳۳۴) ولی قضاء بخاری وسمع الحدیث له مولفات فی مذهب الحنفیه اهمها کتاب الکافی الذی شرحه الامام السرخسی بکتابه الشهیر المسمی بالمبسوط' مشائخ بلخ من الحنفیته المجلد الاول ص ۔ ۹۳۔

۳۴۔ مقدمہ کتاب الاصل المعروف بالمبسوط' الجزء الاول ص ۱۰۔

۳۵۔ ردالمختار لابن عابدین الشامی' الجزء الاول ص ۵۰' ۶۹۔

۳۶۔ مقدمہ فهارس المبسوط ص ۵۔

۳۷۔ تاج التراجم ص ۵۳ ۔ مفتاح السعادہ ص ۵۶۔

۳۸۔ فهارس المبسوط ۔ ص ۸۔

۳۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص ۸۱۲۔

۴۰۔ شرح السیر الکبیر الجزء الثالث ص ۳۸۶۔

۴۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص ۸۱۳ جلد نمبر ۱۰۔